سلف صالحین کی معتمد تفاسیر کا لب لباب ، وہ مستند اور معرکۃ الآرا ، کامل جامع
بے نظیر تفسیر جو گذشتہ ایک صدی سے اسلامیان ہند و پاکستان میں
مقبول خلائق ہے۔

تفسیر حقانی

تالیف: فخر المفسرین عمدۃ المتکلمین علامہ ابو محمد عبد الحق حقانی دہلویؒ

اس تفسیر میں جملہ مذاہب کے حالات، مخالفین اسلام کے اعتراضات کے مدلل جوابات،
مطالب و نکات قرآن، فقہی مسائل کا استنباط، ترکیب نحوی، شان نزول، تفسیر،
واقعات امم سابقہ وغیرہ جملہ امور ضروریہ پر علمی و تحقیقی مباحث کے دریا بہا دیئے گئے ہیں۔

ناشر: میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

جلد اول

تبٰرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا

مصنفہ فخر المفسرین زبدۃ المحدثین عمدۃ المتکلمین فاضلِ اجل حضرت

مولانا ابو محمد عبد الحق الحقانی الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

تفسیرِ فتح المنّان

المشہور بہ

تفسیرِ حقّانی

حقیقت میں مصنف رحمہ اللہ نے زمانہ حال کے فلسفہ اور یورپ کی نئی روشنی کے مقابلہ میں نئے علم کلام کی بنیاد ڈالی ہے جو آئندہ نسلوں کے لیے بکار آمد ہوگا۔ اس بے نظیر تفسیر میں جس طرح بے شمار دریائے علوم کو کوزے میں بند کیا ہے اسی طرح اس کی زبان عام فہم سلیس اور صاف ہے تاکہ ہر خاص و عام استفادہ کرے اور لطائف و حقائق و نکاتِ قرآنیہ سے فیض یاب ہو۔

ناشر میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

وہ مائدہ وغیرہا سورتیں نازل ہوئیں۔ سب سے پچھلی سورۃ بعض کے نزدیک سورۃ برارت ہے بعض کہتے ہیں سورۃ نصر۔ کُل قرآن تیئیس برس میں تدریجاً لوگوں کی سہولت[ف۱] کے لئے نازل ہوا۔ اپنی حیات میں آپؐ کُل ایک بار قافلہ کے ساتھ نبوت سے پہلے بقصدِ تجارت شام کو تشریف لے گئے تھے سو بعض راہبوں نے آپؐ کو بسبب علامات اور کرامات کے پہچان لیا پس مصلحت ہوئی کہ آپؐ واپس جاویں تب آپؐ واپس تشریف لائے۔ اب میں پادریوں کی ایمانداری اور انصاف کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس امر میں کیا کہتے ہیں **پادری عماد الدین** نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین کے باب ہفتم فصل اوّل میں صفحہ ۲۵۱ سے لے کر صفحہ ۲۶۱ تک جو آنحضرت علیہ السلام کا حال خلاف واقع بیان کیا ہے اس کے رد کرنے کے لئے چند عیسائی محققین کے قول کافی ہیں۔ اب میں پیشتر عماد الدین کی عبارت کو ملخص کر کے لکھتا ہوں تاکہ اُن کی ایمانداری اور انصاف کا حال معلوم ہو جاوے۔ **قولہ** عرب میں ایک شہر مکّہ ہے کہ جس میں ایک مندر یعنی بُت خانہ تھا جس کا نام کعبہ ہے وہاں ہر سال میلہ لگا کرتا تھا محمدؐ صاحب کے باپ دادا وہاں کے پجاری تھے جب محمدؐ صاحب پیدا ہوئے اور جوان ہو گئے جب روزگار اور کمائی کی فکر میں کئی جگہ کا سفر اختیار کیا (بالکل جھوٹ)۔ آخر کار خدیجہؓ کے نوکر ہو کر شام میں گماشتے کے طور تجارت کے لئے گئے چونکہ محمدؐ صاحب نے کئی جگہ کے عیسائیوں کی گفتگو سُنی تھی اور بُت پرستی کے عیوب اُن پر ظاہر ہو گئے تھے کیونکہ ذرا غور سے بُت پرستی کے عیوب ظاہر ہو سکتے ہیں (افسوس اس وقت کے عیسائی تو بقول آپ کے بُت پرست ہی تھے مگر اب کے عیسائیوں پر بھی بُت پرستی کے عیوب بڑے غور سے ظاہر نہ ہوئے بندے کو خدا بنا کے پوجنا اس سے زیادہ کیا بت پرستی ہوگی)۔ پس محمدؐ صاحب نے کار تجارت اختیار کیا اور یہودیوں اور رومن کیتھولک عیسائیوں سے اور پارسیوں سے

ف۱ علاوہ سہولت کے تدریجاً نازل ہونے میں یہ چند حکمتیں اور ہیں (۱) یہ کہ یکبارگی نازل ہونے میں مخالفوں کے لئے قرآن کے مثل بنانے میں کچھ عذر ہوتا کہ ہم اتنی بڑی کتاب کی برابر کیونکر بناویں جب تیئیس برس میں جُھلے جُھلے ہو کر نازل ہوا تو اس عرصہ میں بڑی مہلت اُن کو دی گئی پس جب بھی اُن سے کچھ نہ ہوا تو دعویٰ تحدی پورا ہوا (۲) قرآن نازل ہوتے وقت خدا تعالیٰ سے نہایت قُرب اور ہم کلامی حاصل ہوتی تھی پس خدا نے اپنے پیارے نبیؐ کو ابتداء نبوت سے لے کر اخیر عمر تک اس خوبی سے سرفراز رکھا بخلاف حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ کے کہ ان کو ساری عمر میں یہ دولت ایک بار ملی ما ودعک ربک و ما قلی کے وعدہ کو خوب سمجھا کیا (۳) آپؐ کو بار بار جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات نصیب ہوتی تھی کہ جس سے قوتِ ملکیہ کی جلا ہوتی رہتی تھی اور صدہا کمالات آناً فاناً حاصل ہوتے تھے (۴) چونکہ آپؐ کا دین الیٰ یوم القیامۃ باقی رکھنا منظور تھا اس لئے ضروری ہوا کہ تیئیس برس کے عرصہ میں جس قدر مختلف حالات جو بندوں کو احکام الٰہی کی نسبت پیش آتے ہیں ان کی رعایت کر کے شریعتِ ابدی قائم کی جاوے چونکہ حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ کو ایک دن یہ بات نصیب ہوتی اور آپؐ کو تیئیس برس پس اس پر آپؐ کے دین کے قیام کو اُن کی شریعت کے قیام پر قیاس کر لینا چاہیے (۵) یکبارگی نازل ہونے میں عرب کے اَن پڑھ لوگوں سے نہ تو قرآن اچھی طرح سے یاد ہوتا نہ لکھا جاتا اور اس زمانہ میں چونکہ لکھنے کے سامان کم تھے غایۃ ایک نسخہ بشکل لکھا جاتا پس توراۃ و انجیل کی طرح حوادث میں اُس نسخے کے تلف ہو جانے یا اوراق کم زیادہ ہو جانے سے کتاب الٰہی میں فتور آجاتا (۶) تھوڑا تھوڑا یاد کرنا اور سمجھنا آسان ہے قال تعالیٰ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ اور اسی بات کی طرف خود اشارہ فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً کَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا۔ منہ

اور شہریوں اور بریوں اور بحریوں سے ملاقات کی اور اُن کے ساتھ معاملہ کیا اس لئے طبیعت کی وہ تاریکی جو بُت پرستی
کا سبب ہے دُور ہو گئی اس لئے محمدؐ صاحب دینِ حق کے متلاشی[1] ہوئے چنانچہ سورۃ والضحٰی میں لکھا ہے ووجدک
ضالاً فہدٰی۔ اے محمدؐ! تو گمراہ تھا پس تجھے ہدایت دی (یہ بالکل جھوٹ۔ **اوّل** تو آپؐ نے یہودیوں اور اوّل
مصریوں اور پارسیوں سے ملاقات نہیں کی البتہ بقولِ یہود حضرت عیسٰی علیہ السلام تو مصر میں شعبدہ بازی سیکھنے
گئے تھے، العیاذ باللہ۔ **دوم** بقول آپ کے یہ لوگ تو خود شرک میں گرفتار تھے چنانچہ تواریخ بھی اس کی شاہد عدل دوم
ہیں پھر اُن کی صحبت سے کیونکر بُت پرستی سے نفرت ہوئی؟ **سوم** بمقتضائے نورِ فطرت آپؐ کو ابتداء سے نفرت تھی سوم
اگر ان لوگوں سے صحبت ہوتی تو اُن کی صحبت سے پیشتر ضرور بُت پرستی کرتے حالانکہ اس کا کوئی مخالف بھی قائل
نہیں پھر اس پر اس آیت کو اس معنی پر محمول کرنا گمراہی نہیں تو اور کیا؟) پس دینِ حق کی تلاش میں آپؐ نے سب
کی ملاقاتیں کیں مگر کسی کو پسند نہ کیا کیونکہ یہودی تو لائق قبولیت کے کسی طرح بھی نہیں ہیں عیسائی بھی وہاں
کے رومن کیتھولک تھے وہ طرح طرح کی بُت پرستیاں کرتے ہیں (سچ ہے دروغ گورا حافظہ نباشد) علاوہ اس
کے عیسائیوں اور یہودیوں میں سخت اختلاف تھا جس کی وجہ سے اُن کو اور بھی نفرت ہوئی ان سبھوں سے
بیزار ہو کر ایک قسم کی فقیری صوفیہ کے طور پر انھوں نے کی چنانچہ غارِ حرا میں بیٹھنے لگے یہ کچھ تعجب کی بات نہیں
کہ محمدؐ صاحب نے ایسا کیا (درحقیقت تعجب کی بات نہیں کیونکہ اہل اللہ اور انبیاءؑ کو ہمیشہ جاذبہ الٰہی خلوت کی
طرف کھینچتا ہے مگر جب تمہارے نزدیک نبی اور مؤیّد من اللہ نہ تھے تو جس طرح اور صدہا لوگ بُت پرستی کرتے
کرتے مر گئے اسی طرح آپ بھی ہوتے پس ایسے تاریک زمانے میں کہ تمام عالم اُس وقت بُت پرستی یا گناہ میں گرفتار
تھا اس طرح انوارِ الٰہی سے منوّر ہونا اگر داعیہ نبوّت سے نہ تھا تو بڑے تعجب کی بات ہے) اب محمدؐ صاحب جو غارِ حرا
میں سادھو اور عابد بن کر بیٹھے وہاں بیٹھے بیٹھے خیالاتِ متنوّعہ بھی ضرور ہے کہ اُن کے دل میں گزرتے ہوں
جیسے اکثر گوشہ نشین خصوصاً جاہل بے کار عابدوں کو گزرا کرتے ہیں چنانچہ بعض مغز چلے غوثیت اور قطبیت اور
ولایت کے دعوے کر اُٹھتے ہیں اسی طرح انھوں نے بھی نبوّت کا دعوٰی کیا (یہ ایسی بیہودہ گوئی اور جہالت ہے
جیسا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی جناب میں یہود جہالت اور تعصّب اور بدگمانی کرتے ہیں کہ وہ چونکہ ویسے پیدا ہوئے
تھے طبیعت میں شوخی تھی مصر جا کر کچھ شعبدے سیکھ آئے مغز چلی باتیں کرنے لگے خدا کا بیٹا بن بیٹھے شریعت
انبیاءؑ کی اور خود انبیاءؑ کی اہانت کرنے لگے آخر کو اپنے کئے کی سزا کو پہنچے، والعیاذ باللہ) اور اس خیال سے کہ یہودی
کہ جو کسی مسیح کے منتظر تھے میرے مُرید ہو جاویں گے اس لئے یروشلم کی طرف عرب کے برخلاف نماز کرنا شروع کیا
(اے متعصّب! مکّہ میں یہود کہاں تھے اگر آپؐ کو مُرید کرنے کا شوق ہوتا تو مقتضٰی وقت تو یہی تھا کہ عرب کو
اوّل مُرید کرتے اور اُن کے برخلاف نہ کرتے۔ پس جب عرب کی پروا نہ کی اور طرح طرح کی اذیّتیں اُن کے ہاتھ سے

---

[1] لفظ متلاشی جو تلاش سے اسم فاعل بنایا گیا ہے پادری کی لیاقتِ علمیّہ کی کامل دلیل ہے۔ سچ تو یوں ہے ایسے ایسے جاہل کرسٹان ہو کر بیباک ہو جاتے ہیں پھر کوئی امامت کا دعوٰی کرنے لگتا ہے کوئی اس لیاقت کا مدعی ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی عربیت پر اعتراض کرنا اپنا منصب سمجھتا ہے کیا زمانہ آگیا ہے۔ حقانی

انتہامیں تو یہ قطعی دلیل آپ کے برحق ہونے کی ہے مگر آپ کی آنکھوں پر کولہو کے بیل کی طرح تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے) چونکہ کوئی بھی نبوّت کی نشانی ان میں نہ تھی نہ معجزہ کرسکتے تھے اور نہ پیشین گوئی کرسکتے تھے اور نہ اچھی تعلیم کرسکتے تھے (یہود بھی بعینہٖ یہی تقریر حضرت مسیح علیہ السّلام کی نسبت کرتے ہیں) بلکہ مسیح ہونے کا دعوےٰ کرنا بالخصوص انہیں پر زیادہ صادق آتا ہے کیونکہ جاہل آدمی تھے اور چال چلن اُن کا خراب تھا اور عورتوں کا بہت شوق تھا مال کی طمع پر لُوٹ مار کرکے لوگوں کو دُکھ دیتے تھے اور بہت سے کام بے رحمی کے اُن سے سرزد ہوتے تھے اس لئے یہود نے ہرگز قبول نہ کیا لاچار پھر عرب کے مندر یعنی کعبہ کی طرف متوجّہ ہوتے (یہ بالکل جھوٹ اور صریح کفر ہے اگر خدا تعالیٰ کے راہ میں جہاد کرنا ہی چال وچلن خراب کرنا ہے پھر آپ کے نزدیک حضرت موسیٰؑ بڑے بدچلن ہیں جنھوں نے متعدّد مقامات میں جہاد کیا (۱) رفیدیم میں قوم عمالقہ سے سفر خروج باب ۱۷ (۲) اموریوں کے بادشاہ سیحون شہر حسبون کے رہنے والے کو تہ تیغ کرکے اُس کا مال و ملک لیا (۳) بسن کے بادشاہ عوج سے بمقام ادرعی جنگ کرکے اُس کو معہ اہل وعیال قتل کیا سفر عدد باب ۲۱ وسفر استثناء باب ۳ بلکہ یہاں ایسی بے رحمی کی گئی کہ اُن کے مرد اور عورت اور لڑکے بالے سب کو بلادعوتِ دینِ الٰہی قتل کیا اور ان کا مال واسباب اپنے لئے لُوٹ لیا ورس ۱۵-۱۶ (۴) سفر استثناء باب ۱۳ میں حضرت موسیٰؑ کو صاف حکم ہے کہ بُت پرستوں کو اپنی تلوار کی دھار سے ضرور قتل کریگا بلکہ وہاں کے خورد وکلاں باشندوں اور بے گناہ مواشی کو بھی قتل کرے بلکہ بقول آپ کے حضرت یشوعؑ بن نون کہ جو حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ تھے اور بنی اسرائیل کے پیغمبر نہایت خراب چال چلن کے تھے کہ جنھوں نے شہر کے شہر غارت کردیئے اور مال لُوٹا اور زن ومرد کسی کو زندہ نہ چھوڑا دیکھو شہر یریحو کی بابت کتاب یشوعؑ باب ۶ میں یہ ہے۔

اور ایسا ہوا کہ جب لوگوں نے نرسنگے کی آواز سُنی اور جماعت نے زور سے للکارا تو دیوار سراسر گر پڑی یہاں تک کہ سب آدمی شہر میں گھُس آئے اور شہر کو لے لیا (۲۱) اور اُنھوں نے ان سب کو جو شہر میں تھے کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بوڑھا کیا بیل اور گدھا کیا بھیڑ سب کو تہ تیغ کرکے حرم کیا انتہیٰ[1]۔ اور کیا اس سے بھی کوئی اور زیادہ بے رحمی حضرت ممدوح نے کی تھی جو یشوعؑ علیہ السّلام نے عکن سے کی کہ جس نے کسی قدر غنیمت کا مال چُھپا لیا تھا جس پر (ورس ۲۴) باب ۷ یشوعؑ نے زارح کے بیٹے عکن کو اور روپے اور لبادے اور سونے کی اینٹ اور اُس کے بیٹوں اور اس کی بیٹیوں اور اُس کے بیلوں اور اُس کے گدھوں اور اُس کی بھیڑوں اور اُس کے خیمے اور اس کے سارے اسباب کو لیا اور وادی عکور میں لاتے۔ تب سارے اسرائیل نے اس پر پتھراؤ کیا اور انھیں سنگسار کرکے آگ میں جلا دیا پھر انھوں نے اس پر پتھروں کا بڑا تودہ کیا۔ کتاب یشوعؑ۔ اور اسی کتاب کے ۸ باب میں عیؔ کی نسبت یہ لکھا ہے کہ:۔

سو انھیں یہاں تک مارا کہ اُن میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا اور نہ کسی کو بھاگنے دیا۔ اور وہ جو اُس روز مارے گئے مرد عورت بارہ ہزار .... تھے کیونکہ یشوعؑ نے اپنا ہاتھ جس سے بھالا اُٹھایا جب تک کہ عیؔ کے سارے رہنے والوں کو حرم نہ کردیا نہ اُٹھایا ۲۸۔ اسرائیل نے اس شہر کی فقط مواشی اور اسباب کو اپنے لئے لُوٹا خداوند کے حکم کے مطابق

[1] دیکھو یہاں تصریح ہے کہ یہ معاملہ خداوند کے حکم سے کیا تھا اس پر پادری جو کہا کرتے ہیں کہ "جنگ انبیاء بنی اسرائیل جہاد اور دینی بات نہ تھی بلکہ دنیاوی" محض غلط توجیہ ہے کیونکہ جہاد اور عام جنگ میں یہی فرق ہے کہ اوّل خداوند کے حکم سے ہوتا ہے ثانی ازخود پھر جب انبیاء بنی اسرائیل نے ہو

جو اس نے یشوع کو فرمایا۔ انتہٰی۔ اگر اس پر بھی دل شرمندہ نہ ہو تو کہو اور جہاداتِ انبیائے بنی اسرائیل جو بیبل مقدس میں مذکور ہیں نقل کردوں۔ بلکہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے جہاد کو اس قتل سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد محض مفسدوں اور شریروں کا فساد دفع کرنے کے لئے ہوتا تھا کہ جس کو ہر گورنمنٹ عادل بھی پسند کرتی ہے اسی لئے اوّل اُن کو فہمائش کی جاتی تھی اگر وہ لوگ باز آتے تھے تب اُن کو معاف کیا جاتا تھا ورنہ مقابلہ ہوتا تھا مگر یہ بھی جب کہ وہ لوگ امن کے خواہاں نہ ہوتے تھے اور کسی شرط پر اطاعت قبول نہ کرتے تھے اور اس جنگ میں یہ تاکید ہوتی کہ عورتوں اور بچّوں کو نہ مارو درخت نہ جلاؤ مواشی کو قتل نہ کرو بلکہ بعد غلبہ کے بھی وہ لوگ راہ پر آجانے سے آزاد کئے جاتے اور مال واپس دیا جاتا تھا۔ اور عورتوں کی رغبت پر جس کو اعتراض ہو تو وہ پہلے حضرت یعقوب علیہ السّلام پر اعتراض کرلے کہ جو خدا[1] کے بنی اسرائیل کے پہلوٹھے بیٹے تھے جن کے پاس چار بیویاں تھیں جن میں آپس میں دو حقیقی بہن تھیں اور پھر حضرت لوط علیہ السّلام پر اعتراض کرے کہ جس نے بقول انکے شراب پی کر اپنی دونوں بیٹیوں سے زنا کیا جیسا کہ تورات میں موجود ہے اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر بھی طعن کرے کہ جن کی دو بیویاں تھیں اور ایک کے کہنے سے ایک کو مع اس کے معصوم بچے کے مکّے کے بیابان میں چھوڑا اور پھر حضرت داؤد علیہ السّلام پر اعتراض کرے کہ جو عیسائیوں کے خدا[بیٹے] کے جدِ امجد ہیں کہ جس نے باوجود متعدد بیویوں اور لونڈیوں کے بیچارے اوریا کی بیوی سے زنا کیا اور اُس کے خاوند کو فریب سے مروا ڈالا اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی بُرا کہے کہ جس کے پاس بہت سی عورتیں تھیں۔ عماد الدین اور فنڈر یہ باتیں صرف آپ کے بیبل مقدس میں لکھی ہیں ہمارا اعتقاد نہیں پھر آپ ان کو نبی جانتے ہیں اور ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر چند نکاح کرنے سے کیا کیا منہ آتے ہیں اور جھوٹی باتیں نکاحِ زینب اور ماریہ کی بابت بنائے ہیں علاوہ اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح[2] علیہ السّلام اور ان کے حواریوں کے ساتھ جوان جوان عورتیں رہا کرتی تھیں جس پر یہود کو بدگمانی ہوتی۔ تعجب ہے کہ یہود سے تو آپ کا دم بند ہوتا ہے اور مسیح علیہ السّلام کے دوستوں کو بُرا کہتے ہو اور آپ کا یہ کہنا کہ یہود نے حضرت علیہ السّلام کو قبول نہ کیا بالکل لغو ہے عبداللہ بن سلام اور کعب احبار جیسے جلیل القدر علمائے یہود مشرّف باسلام ہوتے۔ علاوہ اِن شہادات علمائے مسیحین کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدّس ہونے کی بابت ہم نقل کریں گے یہ بات اہلِ انصاف کو کیا کم ہے۔ اگر معاذ اللہ بقول پادری صاحب آپؐ ایسے بدچلن اور طامع اور شہوت پرست اور بے رحم تھے تو پھر باوجود اس غریبی کہ نہ آپؐ کے پاس مُلک

---

[1] اس میں تعریض ہے یہود و نصاریٰ پر کہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا پہلوٹھا بیٹا کہتے ہیں یعنی وہ خدا تعالےٰ جو حقیقی خدا ہے جس پر مسلمانوں کا ایمان ہے بیٹے جورو سے پاک ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ مسلمانوں کا اور خدا اور اہلِ کتاب کا اور خدا ہے جیسا کہ بعض نادانوں نے خیال کیا ہے۔ حقانی [2] ایک مخفی کرسٹان نے جو محمد صالح و محمد صادق فرضی ناموں سے تضحیکِ اسلام کے لئے غلط پیشگوئیاں کرتا ہے مفسّر کو بے اعتبار بنانے کے لئے اس عبارت سے یہ الزام قائم کیا ہے کہ مفسّر حضرت عیسٰی علیہ السلام کو زناکار ٹھہراتا ہے۔ جس کو ذرا بھی اردو عبارت سمجھنے کا سلیقہ ہے وہ فوراً اس مخفی کرسٹان کی تکذیب کرسکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ جھوٹا الزام ہے۔ حقانی

تھا، نہ فوج تھی نہ خزانہ بلکہ رہنے کے لئے پورا مکان بھی نہ تھا کس طرح ہزار ہا مقدس لوگوں کے سردار ہو گئے اور عرب نے اپنی جہالت اور سفاکی اور بت پرستی اور شہوت رانی کس معلم کی تعلیم سے چھوڑ دی؟ اور اگر آپؐ کی تعلیم اچھی نہ تھی نہ کوئی معجزہ آپؐ کے پاس تھا تو وہ وحشی لوگ کہ جن سے درندے بھی شرماتے تھے کس طرح سے آپؐ کے مطیع ہوئے کہ زن و فرزند گھر بار دینِ آبا، چھوڑ کر فدوی خاص بن گئے اور پھر اُن عرب میں کہ اس وقت تمام عالم کی آنکھوں میں حقیر تھے کس کی برکت سے وہ جوش اور صلاحیت پیدا ہوئی کہ جس کی وجہ سے تیس[30] برس کے عرصہ میں روم و مصر و ایران ایشیائے کوچک وغیرہ بلاد پر شرقاً غرباً قادر و مسلّط ہو گئے کہ جس کا نظیر عہدِ آدم سے اب تک کہیں نہیں پایا جاتا اور پھر آج تک ہند اور یورپ اور دیگر بلاد میں باوجود اس ضعف کے جو اس زمانہ میں ہے ہزار ہا جلیل القدر لوگ مشرّف باسلام ہوتے چلے جاتے ہیں کہ جن کی فہرست لکھنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ آپ تو چال چلن کے بھی اچھے ہیں اور سچے عیسائی بھی ہیں اور سچے عیسائیوں میں بقول حضرت مسیح علیہ السّلام یہ علامتیں ہیں (کہ وہ میرے نام سے دیووں کو نکالیں گے اور نئی زبانیں بولیں گے، سانپوں کو اُٹھائیں گے زہر اُن پر اثر نہ کرے گا، بیمار اُن کے ہاتھ لگاتے ہی تندرست ہو جاتے گا) انجیل لوقا۔ اور اس پر آپ کی قوم کی حکومت بھی ترقی پر ہے اور اُولو العزمی بھی ہے کہ جس کی وجہ سے کروڑ ہا روپیہ بطور چندہ جمع ہو کر پادری لوگوں کے مشنوں میں تقسیم ہوتا ہے کہ جس پر پادری صاحب گھوڑوں اور بگھیوں پر چڑھے پھرتے ہیں اور جس کا روح القدس سُنکر عماد الدین کو ایسی ایسی ناپاک اور گندی باتیں انبیاء علیہم السّلام کی نسبت کہلاتا ہے۔ اس پر[1] بھی سچا عیسائی کوئی نہیں دکھائی دیتا اور جھوٹے نئے عیسائی بھی باوجود اس کوشش کے دس بیس[2] چمار یا حلال خور یا بعض مسلمان و ہنود ہیں جو دنیا کی تنگی سے عاجز آ کر منافقانہ عیسائیوں میں جا ملتے ہیں۔ عماد الدین کو دو[2] مہینے تنخواہ نہ ملے تو دیکھئے پھر کیا کرتے ہیں؟ اس مالداری پر دینِ مسیحی کی یہ ترقی ہے کہ اتوار کے دن گرجا خالی پڑے رہتے ہیں اور اس عبادت کے روز بھی بیچارے عماد الدین کے سے دیسی کرسٹین جب تک کہ انگریز لوگ گرجا میں رہتے ہیں جانے نہیں پاتے۔ یہ آنحضرت علیہ السّلام

---

[1] پادری صاحب! عرب کی جہالت کو تو بقولِ آپ کے ایک بدچلن آدمی نے اصلاح کر دی کہ جن کا جزء ناری کابلیوں سے و ترکوں سے کہیں زیادہ ہے آپ سچے مسیحی نیک چلن کراماتی سے تو عرب یا کابل میں ایک بدّو یا کابلی بھی درست نہ ہوا ذرا جا کر وہاں منادی تو کیجئے۔ بلکہ عیسائی ملک پادریوں کے ہاتھ سے یوماً فیوماً آزاد ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کئی سو برس ہوئے کہ پوپ کو القط کر دیا۔ اور اب لنڈن اور فرانس اور جرمن کے عالی دماغ لوگ تثلیث و کفارہ و الوہیتِ مسیح سے جو اصولِ مذہبِ عیسوی ہیں صد ہا نہیں بلکہ کروڑ ہا نفرت کر گئے اور کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور علاوہ اس کے الحاد اور فلسفہ کو وہ ترقی ہے کہ تخمیناً دو ثلث لوگ سرے سے ان باتوں ہی کے معتقد نہیں اور اس پر طرہ یہ کہ زنا اور شراب خواری کی وہ کثرت کہ جس کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں آپ لوگوں کی سچی تعلیم نے اس بارے میں کچھ بھی اثر نہ کیا اور حضرتؐ کی تعلیم کا اب تک وہ اثر باقی ہے کہ اسلامی سلطنتوں میں یہ باتیں سوواں حصہ بھی نہیں یہ تو اس ضعفِ اسلام کا حال ہے اور اس سے پہلے تو وہ پاکدامنی صفحۂ عالم پر جلوہ گر تھی کہ جس کا اثر ہمارے ہمسایہ غیر قوموں پر بھی تھا۔ منہ

کی نبوت ہی کا فیض[۱] تو ہے کہ صفحۂ دنیا پر توحید و پرہیزگاری خدا پرستی کی روشنی پھیل گئی اب بھی ممالکِ اسلامیہ و عیسویہ میں کوئی سیر کر کے دیکھ لے تورات اور دن کا فرق نمودار ہوگا۔ اس زمانہ میں بھی ممالکِ اسلامیہ میں پرہیزگاری عبادت مہمان نوازی خدا پرستی کی چمک ہے برخلاف اُن کے عیسویہ ممالک بالخصوص یورپ میں باوجود ترقی علوم کے الحاد بدکاری عیاری کے دریا موجزن ہیں پھر آپؐ کی برکت سے صحابہؓ کی جو کایا پلٹ گئی اس کو بھی مؤرخین جانتے ہیں اُن میں سچّا جوش روحانی زندگی کے آثار نمایاں تھے اگر یہ نبوّت کا اثر نہیں تھا تو پھر کونسی شراب کا نشہ تھا؟ حضرت مسیحؑ کے بارہ[۱۲] حواریوں کو جو آپ کے نزدیک حضرت موسیٰؑ وغیرہ انبیاءؑ سے ہزار درجہ بڑھ کر ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کیا بلکہ تابعینؒ بلکہ بعد کے جاں نثاروں سے ہی مقابلہ کر کے دیکھتے۔ یہودا نے تو خود حضرت مسیحؑ کو تیس[۳۰] روپے لے کر یہود کے ہاتھ گرفتار کرایا اور اعظم الحواریین شمعون پطرس نے (کہ جن کو حسبِ مفاد ورس[۱۹] باب[۱۶] متی آسمانی کنجیاں اور اختیارات دیئے گئے تھے) ایک عورت کے پوچھتے ہی اپنی رفاقت تو کیا بلکہ شناسائی کا بلفظِ لعنت بڑے زور سے انکار کر دیا۔ اور وہ صدہا آدمی جو حضرت مسیحؑ پر ایمان لاچکے تھے سب تر بتر ہو گئے کسی نے چوں بھی نہ کی کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس بارہ میں تاکید بھی فرمائی تھی کہ دنیا وی تکالیف پر جو برداشت کرے گا وہی نجات پائے گا اور جو میرا انکار کرے گا باپ کے روبرو میں بھی اس کا انکار کروں گا۔ اور اسی لئے حضرت مسیحؑ نے آسمان پر چڑھتے وقت سب کو بے ایمانی[۲] کا لقب عطا کیا۔ چنانچہ انجیل مرقس کے باب[۱۶] میں موجود ہے۔ ولیم میور تاریخ کلیسا کے اوّل باب میں لکھتے ہیں مسیح کے حواریوں اور شاگردوں نے اب تک یعنی تا وقتِ عروج اُس کی تعلیم کی حقیقت اور مطلب بالکل نہیں سمجھا تھا اور اُن کا سُست ایمان دنیوی نعمتوں اور فائدوں کی امید میں لگا ہوا تھا اس کے گرفتار ہوتے ہی وے سب بھاگ گئے

ف یہ گفتگو الزامی ہے ورنہ ہم اہلِ اسلام حضرات حواریوں سے یہ سوءِ عقیدت نہیں رکھتے۔

---

[۱] بایں ہمہ اس زمانہ میں بھی اسلام کی قدرتی سچائی اور فطرتی نورانیت سے جو کچھ ترقی ہے اس کا کہیں نظیر نہیں پایا جاتا ہے۔ مسٹر ایزک ٹیلر نے جو انگلستان میں ۱۸۸۷ء میں اس بارہ میں سینکڑوں ممبروں کے روبرو سپیچ کہی ہے اور جو منشور محمدی وغیرہ اخباروں میں لندن کے اخبارات سے نقل کی گئی ہے شاہد عدل ہے وہ کہتا ہے کہ ہندوستان ہیں کہ جہاں پادری لوگ خاص کرسٹان بنانے کے لئے کروڑ ہا روپیہ صرف کرتے ہیں ہر سال تخمیناً چھ لاکھ مسلمان بڑھتے جاتے ہیں جو اور مذہب چھوڑ کر اسلام میں آتے ہیں اور افریقہ کے ملکوں میں باوجودیکہ پادری منادبھی وہاں بڑی کوشش کر رہے ہیں لاکھوں غیر مذہب کے لوگ اسلام کو قبول کرتے جاتے ہیں اور یورپ کے ملکوں میں بھی عموماً بمقابلہ مذہب عیسوی یوماً فیوماً اسلام کی طرف رجحان ہوتا جاتا ہے کہ جہاں کوئی مسلمان واعظ بھی نہیں یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون۔ حقانی

[۲] دہلی میں ایک مخفی کرسٹان اس لقب بے ایمانی کی یہ تاویل کرتا ہے کہ یہ لفظ حضرت مسیحؑ نے اُن کے لئے یوں کہا تھا کہ وہ لوگ آپ کے دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان نہ لاتے تھے الخ سبحان اللہ یہ کیا ہوا بہر طور ایمان نہ لانا اور اُس کے معاوضہ میں یہ لقب پانا تو ثابت ہے خواہ کسی وجہ سے ہو۔ پھر جانے پادریوں کو خوش کرنے کو محمد صادق اور محمد صالح فرضی ناموں سے بضمن ردّ تفسیر حقانی اپنے چہرہ پر کیوں خاک افشانی کر رہا ہے۔

اور پطرس نے جو عدالت میں گیا وہاں اپنے خداوند کا انکار کیا پھر مسیحؑ کے مصلوب ہونے کے بعد سب بالکل مایوس اور نا امید ہو گئے تھے۔ حضرت موسیٰؑ کی تعلیم نے تو بنی اسرائیل پر باوجود صدہا معجزات دکھانے کے سواں حصہ بھی آپ کی تعلیم سے اثر نہ کیا بت پرستی اور گوسالہ پرستی سے باز نہ آئے آخر حضرت موسیٰؑ بھی اُن کی نحوست کی وجہ سے ارض مقدسہ میں داخل ہونے سے محروم رہے اور راستے ہی میں کام آئے۔ اب فرمایئے دنیا میں جس قدر انبیاءؑ آئے ہیں اُن میں سب سے زیادہ کس کی تعلیم کا اثر ہوا؟ ع ستمگر دل میں شرمایا تو ہوتا؟

قولہ پس محمدؐ صاحب نے عرب کو ترغیب دینی شروع کی اور مدینہ والوں کی مدد سے فوج کشی کر کے مکہ پر حملہ کیا اور بڑی خونریزی کر کے قبضہ کیا اور عرب کو طرح طرح کی ترغیبیں دینی شروع کیں اور لوٹ کے مال کا لالچ جس میں پانچواں حصہ آپ لیتے اور باقی ان کو بانٹ دیتے الخ۔ ج اگر خداتعالیٰ کے حکم سے زمین کو فساد سے پاک کرنا اور شریروں کا دفع کرنا ہی ظلم اور بُری بات ہے تو حضرت یوشع بن نون وغیرہ انبیاءؑ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے نزدیک بُرے ٹھہرے۔ اور اگر کہو وہ بھی بُرے تھے تو آپ عقل سلیم کے بھی مخالف ہیں کیونکہ فساد کو دفع کرنا اور گندہ گوشت کاٹ کر زخم کو اچھا کرنا اور بے فائدہ شاخوں کو چھانٹنا ہر ذی عقل کے نزدیک محمود ہے اسی لئے تمام سلاطین عادل۔ باغیوں اور مفسدوں کے قتل اور تخریب میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھتے اور اگر ان کا مال ضبط کرنا بُرا ہے تو یہ بھی بیجا ہے کیا یوشع بن نون نے نہ کیا اور کیا سلاطین عادل نہیں کرتے؟

قولہ دوسرا عورتوں کا لالچ محمدؐ صاحب نے خاص و عام سب لوگوں کو یہ لالچ دیا اگر میرے ساتھ جاؤ گے عورتیں مُفت لُوٹ میں ہاتھ آئیں گی تم اُن سے صحبت کرنا خداتعالیٰ کا بھی اس میں گناہ نہیں الخ۔ ج اوّل تو آں حضرت علیہ السلام نے کبھی کسی لڑائی میں کسی کو یہ لالچ نہیں دیا اگر سچے ہو تو ثابت کرو۔ دوم یوں کون کسی کے لالچ دینے سے کسی کے ساتھ جان دینے کو آمادہ ہو جاتا ہے۔ اب لٹیروں کو کسی کی جورو اور مال لینے سے کون مانع ہے اگر یہی لالچ مؤثر ہے تو گورنمنٹ کاہے کو کروڑ ہا روپیہ دے کر فوج مقابلہ میں لے جاتی ہے ایسا لالچ کیوں نہیں دیتی اور آپ کیسے لالچی کہ جس نے ساٹھ روپیہ کی تنخواہ پر اسلام ترک کیا کیوں ایک ٹکڑا ہندوستان کا نہیں دبا بیٹھے۔ سوم ہر لڑائی میں یہ کس کو یقین ہوتا ہے کہ ہم ہی فتحیاب ہوں گے ہاں اگر ان کو مدد آسمانی کا سہارا ہو تو ان پر حکم سماوی میں عیب کیا ہے؟ چہارم اسلام میں لڑائی سے مقصود اس قوم کا ایمان لانا ہوتا ہے اگر وہ قوم ایمان لاوے یا مطیع اسلام ہو جاوے تو پھر اُن کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا معاذ اللہ اگر آپؐ لالچی ہوتے تو خواہ کوئی چین کرے یا بین کبھی کسی کو نہ چھوڑتے جیسا کہ بائبل مقدس کے انبیاءؑ نے کیا حالانکہ یہ کبھی نہیں ہوا۔

قولہ تیسرا لالچ جسمانی بہشت کا جس میں شراب کباب اور اچھی عورتیں اور فرش لونڈی خوب صورت وغیرہ اور بہت سی غلط اور گندی باتیں جن سے نادان بہلاتے جاتے ہیں محمدؐ صاحب نے عرب کو سنائیں وے بے علم ناواقف بت پرست شہوت کے بندے خوش ہو کر قبول کر بیٹھے اس بہشت کو علماء محمدیہ کلام الٰہی سے ثابت کریں ورنہ توبہ کریں۔ ج۔ یہی اعتراض ہمارے سیّد صاحب نے بھی قرآن اور اسلام پر کیا ہے اور مدت سے پادری فنڈر وغیرہ اسی کو پیش کئے چلے جاتے ہیں مگر یہ آپ لوگوں کی کم فہمی ہے کیونکہ ان اشیاء سے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں بعینہٖ یہی دنیا کی عنصری چیزیں مراد نہیں بلکہ اُن کی طرح اور لطیف چیزیں اور

اس بات کو قرآن نے بھی بتلا دیا ہے[1]۔ دوم جنت کی کسی قدر نعماء مکاشفات[2] یوحنا میں بھی موجود ہیں کہ جس کو تم کلامِ الٰہی سمجھتے ہو پھر انکار محض جہالت ہے۔ سوم اگر تمہاری کتابیں جنت اور دوزخ کے بیان سے خالی ہیں تو یہی وجہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی کافی ہو سکتی ہے کیونکہ جزاء وسزا دارِ آخرت میں انسان کے لئے عقلاً ونقلاً ثابت ہے اور اس کے بیان کی ضرورت ہے پس جس چیز ضروری کے بیان سے تمام کتب سابقہ خالی ہیں جس نے اس کو بیان کیا وہ شخص قطعی نبی ہے۔ **قولہ** چوتھا لالچ مسلمانوں کی طرفداری الخ **ج** غلط کیونکہ سب اہلِ تاریخ آپ کی عدالت اور انصاف کے مقر ہیں ان باتوں میں اہلِ اسلام ضرب المثل ہیں یہ عیسائی دین نہیں کہ جس میں کالے گورے کا فرق کیا جاوے اور آپ نے یہ آیت اشداء علی الکفار جو لکھی اس کو طرفداری سے کیا علاقہ کفار پر ان کے دفعِ فساد کے لئے شدت کرنا اور چیز ہے اور اہلِ معاملہ سے بالانصاف پیش آنا اور بات ہے۔ **قولہ** پانچواں باعث جھوٹی دہشت دینا یعنی محمدؐ صاحب نے دوزخ اور بہشت اور عذابِ قبر کی بابت ایسے ایسے مضمون صریح البطلان جو ہرگز عقل ونقل قبول نہیں کرتی اس جاہل ملک کو سنا کر ڈرایا۔ **ج** ہمارے مشفق سید صاحب بھی آپ لوگوں کی بولی بولتے ہیں مگر افسوس کہ نہ آپ عذابِ قبر کو سمجھے نہ دوزخ کو نہ بہشت کو ہماری اس کتاب کو دیکھتے تو کبھی یہ بات منہ پر نہ لاتے **بھلا** پادری صاحب یہ فرمائیے کہ جب انسان کے لئے بعد مردن نہ عذابِ قبر ہے نہ دوزخ نہ جنت تو پھر نیک وبد کام کا نتیجہ کیا ہے؟ شاید یہی دنیائے فانی اسی لئے پولوس مقدس نے شریعت پر عمل کرنے والے کو بے ایمان فرمایا اور عیسائیوں کو ہر چیز کا فتویٰ دے کر سانڈ بنایا ہے معاذ اللہ اگر یہی الہام ہے اور یہی نبوت ہے تو سخن فہمی عالم بالا معلوم شد پس **شیطان** صاحب کو تکلیف اٹھانے کی اب کچھ ضرورت نہ رہی عیسائیوں کی کتابیں اور ان کے پادری کافی ہیں علاوہ اس کے مکاشفاتِ[3] یوحنا میں بھی تو ایسی جھوٹی دہشت مذکور ہے اور اکثر انبیاء علیہم السلام کے کلام میں مسطور لیکن آپ کو بیبل پر نظر نہیں جس لئے یہ جھوٹا غرور ہے۔ **قولہ** غرض کہ ایسی ایسی ترغیبات سے عرب کے عوام ان کے معتقد ہو گئے الخ پس جب کہ ابو بکرؓ وعمرؓ وغیرہ چند رئیس یعنی بستی کے چودھری ایمان لائے تو پھر کیا کہنا تھا تھوڑے ہی عرصہ میں اقتدار حاصل ہو گیا۔ افسوس محمدیؐ یہ خیال نہیں کرتے کہ عمرؓ نے اپنی بیٹی حفصہؓ کس طمع پر دی تھی اور ابو بکرؓ نے الخ **ج** جس طمع پر کہ آپ کے جدِ فاسد نے آپ کے باوا تاجو صاحب کو آپ کی والدہ دی تھی۔ ہمارا کلام بیہودہ گوئی نہیں مگر چونکہ آپ نے سوال کیا ہم کو جواب دینا پڑا۔ **قولہ** جب محمدؐ صاحب مر گئے تو یہ سب لوگ ان کا گاڑنا دابنا بھی بھول گئے اور وراثت کی تقسیم میں ایسے

---

[1] قولہ فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین الآیہ۔ منہ [2] چنانچہ مکاشفاتِ یوحنا باب ۷ آیت ۹۔ والیضاً باب ۲۱ و باب ۲۲ میں خوب بیان ہے انجیل متی باب ۲۵ میں بالخصوص انجیل متی باب ۲۶ آیت ۲۹ میں تصریح ہے کہ جنت میں انگور کا شیرہ پیا جاوے گا پس جب کھانا پینا ثابت ہوا تو یہ پادریوں کو اختیار ہے کہ وہ فقط انگور کا شیرہ ہی پی کر بس کیا کریں اور اہلِ اسلام ہر چیز کھائیں پئیں اب اپنی قسمت پر اعتراض کریں نہ کہ جنت کے نعماء پر۔ منہ [3] کیا انور کا قصہ عماد الدین نے انجیل میں نہیں پڑھا جہاں حضرت مسیح علیہ السلام عذاب قبر اور دوزخ کا پورا فوٹو کھینچ رہے ہیں عماد الدین ایسی ضد میں آئے کہ انجیل اور عقائدِ عیسویہ سے بھی ہاتھ اٹھا بیٹھے۔ منہ